سماجی عدل وانصاف قرآن وسنت کی روشنی میں

(تحقیقی مطالعہ)

سیدہ کائنات زہرا[1]

خلاصہ:

اسلام عدل اور اعتدال کا مذہب ہے عدل کا مطلب ہر چیز کو اس کے مقام و محل پر رکھنا اور ہر کام کو احسن طریقے سے انجام دینا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں بھی عدل وانصاف کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے رسول اللہ سے پہلے معاشرے سے عدل وانصاف مفقود ہو چکا تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر انہیں ایک قوم بنایا اور ان کے درمیان مساوات قائم کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آتے بلکہ غیر مسلموں اور کفار کے ساتھ بھی عادلانہ رویہ رکھتے تھے۔ عدل وانصاف کا قیام انبیاء کے اہداف میں شامل تھا اور عدل وانصاف کا انفرادی حکم مختلف آیات میں آیا ہے کیوں کہ اسلام کی نظر میں سب برابر ہیں اور عدل وانصاف کا حصول نیک نیتی اور پرہیزگاری سے ہو سکتا ہے۔ ہم اس مقالہ میں یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ قرآن معاشرتی عدل وانصاف کے قیام میں ہماری کیسے رہنمائی کرتا ہے اور وہ کون سے ضابطے ہیں جن پر چل کر ہم قرآنی معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔

کلیدی الفاظ: سماجی، عدل، قرآن، سنت

مقدمہ:

الہیاتی تصور کائنات کے مطابق اللہ تعالی نے انسان کو عبث خلق نہیں فرمایا بلکہ ایک اعلی ورافع مقصد کے لیے پیدا کیا ہے اور اس مقصد تک پہنچنے کے لیے انسان کو ارتقاء و تعامل کے طویل مراحل سے گزارنا بھی سنت الہی رہی ہے اس کائنات کا سارا نظام عدل پر استوار ہے اس کے احکامات میں عادلانہ توازن اور تناسب ہیں اس کی تعلیمات میں اعتدال پایا جاتا اس کے فرمان عدل وانصاف پر مبنی ہیں اور وہ قوانین جو خداوند تبارک وتعالی نے حیات انسانی کے لیے مقرر کیے ہیں جن کے تحت حیات انسانی کو

[1] ۔

جاری رہنا ہے عدل و انصاف پر مبنی ہیں۔ پہلے زمانے میں عدل و انصاف مفقود تھا اور اس کی مثال ہمارے سامنے رسول خدا کا دور ہے جس میں عدل و انصاف کی پہچان نہ تھی سیرت نبوی میں ہمیں یہی ملتا ہے کہ انہیں انتہائی مشکلات کا سامنا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اللہ تعالی کے عدل و انصاف کو قائم کرنے کی پوری کوشش کی اور کامیاب ہوئے اس لیے نبی کریم ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ عمل ہے۔ لہذا میں نے اس مقالہ میں سیرت نبوی کی روشنی میں سماجی عدل و انصاف کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے خداوند متعال سے یہی دعا ہے کہ ہم بھی سیرت نبوی ﷺ پر چلتے ہوئے سماجی عدل و انصاف قائم کر سکیں۔

عدل کے لغوی معنی:

عدل کے لغوی معنی کسی چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھنا ہے۔ عدل کے لغوی معنی کے لحاظ سے اہم ترین معنی یہ ہیں کہ مساوی ہونا۔ راغب اصفہانی کے نزدیک عدل مساوات کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ عدل برابری کی بناپر تقسیم کرنا ہے۔

عدل و انصاف کے اصطلاحی معنی:

عدل کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ ہر صاحب حق کو اس کا حق دینا۔ مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب ارشاد فرماتے ہیں عدل امور کو ان کی جگہ پر رکھنا ہے۔[1]

عدل و انصاف قرآن کی روشنی میں:

ارشاد باری ہے:

يَآيُّهَاالَّـذِيْنَ اٰمَنُـوْ كُوْنُـوْ قَـوّٰمِيْنَ بِالْقِسْـطِ شُـهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَـوْ عَلٰـىٰ
اَنْفُسِكُمْه اَوالْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبَيْنَ اَنْ يّكُنْ عَنِيًّا اَو ْفَقِيرً فَالْ اللّٰلهُ
اَوْلٰىٓ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوَ وَاِنْ تَلْوٗٓ اَوْ تُعْرِضُو فَاِنَّ اللّٰه
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرً[2]

---

[1] غرر الحکم

[2] سورہ نساء آیت ۱۳۵

اے ایمان والو! انصاف کے سچے داعی بن جاؤ اور اللہ کے لیے گواہ بنو اگرچہ تمہاری ذات یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی امیر یا فقیر ہے تو اللہ ان کا بہتر خیر خواہ ہے، لہٰذا تم خواہش نفس کی وجہ سے عدل نہ چھوڑو اور اگر تم نے کج بیانی سے کام لیا یا (گواہی دینے سے) پہلو تہی کی تو جان لو کہ اللہ تمہارے اعمال سے یقیناً خوب باخبر ہے۔

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ عدل کے متعلق مزید ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ[1]

یقیناً اللہ عدل اور احسان اور قرابتداروں کو (ان کا حق) دینے کا حکم دیتا ہے۔

مزید اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی لاریب کتاب میں عدل وانصاف کے متعلق ارشاد فرماتے ہے:

اے ایمان والو! خدا کے لیے قیام کرنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو خبردار کسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ انصاف کو ترک کردو، انصاف کرو کہ یہی تقوی سے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔[2]

عدل وانصاف احادیث اور روایات کی روشنی میں:

رسول خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل وانصاف کے متعلق ارشاد ہے:

اَلْعَدلُ جُنّة وَاقَيْةُ وجنَّة بِاقِيَّة[3]

عدل دفاع کے لیے ڈھال اور باقی رہنے والا باغ ہے۔

امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ عدل وانصاف کو عزت و سربلندی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ يَنْصِفُ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ لَمْ يَزِدْهُ الله إِلَّا عِزّاً[4]

---

[1]۔ سورہ نحل آیت ۹۰

[2]۔ سورہ مائدہ آیت ۸

[3]۔ بحار الانوار/جلد ۷۷/ص ۱۶۵

[4]۔ میزان الحکمت/جلد ۶

اپنے بارے میں جو لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف فرمائے گا خداوند عالم اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا۔

عدل وانصاف کے متعلق شہزادی کونین حضرت بی بی زہراؑ یہ ارشاد فرماتی ہیں:

فَرْضَ اللہ الْعَدلُ مَسْکًا لِلْقُلُوبُ[1]

اللہ نے عدل کو دلوں کی بقاء کے لیے فرض کیا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام عدل کی وسعت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

اَلعَدل اَحلٰی مِنَ الْمَاءِ یَصْیْبِہِ الْظُمَانِ مَا أوسِعَ الْعَدلَ اِذَا عَدْلَ فَیْہِ واِنّ قُلْ[2]

عدل اس پانی سے زیادہ شیریں ہے جسے پیاسا حاصل کرتا ہے، جب عدل کے وقت عدل سے کام لیا جائے خواہ کم ہی ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔

سماجی عدل وانصاف قبل از بعثت پیغمبر محمد مصطفی ﷺ

پیغمبر خدا محمد مصطفی ﷺ سے پہلے لوگ جاہلیت میں ڈوبے ہوئے تھے لوگ رنگ و نسل کی بنا پر گروہوں میں تقسیم تھے، عدل وانصاف مفقود ہو چکا تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے کرنا ان کے روز مرہ کا معمول تھا۔ عقیدے کے اعتبار سے بت پرستی میں غرق تھے عدل و انصاف کی صورتحال یہ تھی کہ جب دو قبیلوں کے درمیان لڑائی ہوتی تو پھر سالوں سال جنگ چلتی رہتی تھی۔ قوانین سماج کو چلانے کے لیے ضروری ہوتے ہیں ان لوگوں کو معلوم نہ تھے، ان کے ہاں انصاف یہ پایا جاتا تھا کہ جب کسی کے گھر اگر بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اسے اپنے لیے ننگ و عار سمجھ کر زندہ درگور دفن کر دیا جاتا تھا۔ قبائلی نظام شدت کے ساتھ معاشرے پر چھایا ہوا تھا اور ہر قبیلہ خود کو سب سے بڑا بہادر ثابت کرنے میں لگا رہتا تھا۔ قبائلی اختلافات اس قدر شدید تھے کہ ہمیشہ جنگ کی آگ

[1]۔ بحار الانوار/ جلد ۷۸/ ص ۳۴۴

[2]۔ میزان الحکمت/ جلد ۶

بھڑکتی رہتی قتل و غارت گری ان کے روز مرہ کا معمول تھا اور اس پر فخر محسوس کرتے تھے اور افسوس کی بات یہ تھی کہ کوئی نہ تھا جو عدل و انصاف کے ذریعے ان لڑائی جھگڑوں کا خاتمہ کر سکے۔

سماجی عدل و انصاف کا قیام بعد از بعثت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے دور میں آ کر سب کو ایک معاشرے میں رہنے کا انداز اور طریقہ کار بتایا اور مسلمانوں کے درمیان قبیلہ پرستی رنگ و نسل کی بنا پر برتری کا خاتمہ کیا۔ اسلامی قیادت کے لیے پہلی لازمی چیز استقامت ہے دوسری چیز لوگوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔ عدل و انصاف میں یہ دونوں باتیں یعنی خواہشات کی نفی اور حقوق کا تحفظ شامل ہیں۔

قرآن پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم دے رہے رہا ہے:

وقُل آمَنتُ بِمَا أَنْزَلُ اللهِ مِنْ كِتَابٍ وَامِرْتَ لِاَ عَدِلَ بَيْنَكُمْ[1]

اے پیغمبر کہہ دیجیے کہ میں اس کتاب پر ایمان لایا ہوں کہ جو خدا کی جانب سے
نازل ہوئی ہے اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کرو۔

جب ہم اس آیت شریف کی تفسیر میں جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کریں جو شریعت کے ڈھانچے کا ستون ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عدل و انصاف کی کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں، کہ رسول خدا نے کس طرح عدل و انصاف کو قائم کیا۔

ایک دفعہ ایک عورت نے جو خاندان مخزوم سے تعلق رکھتی تھی چوری کی، قریش کی عزت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے کہ وہ سزا سے بچ جائے اور معاملہ دب جائے، حضرت اسامہ بن زید رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب خاص تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ سفارش کیجیے انہوں نے ان سے معافی کی درخواست کی، آپؐ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ بنی اسرائیل بھی اسی سے تباہ ہوئے کہ وہ غرباء پر حد جاری کرتے تھے لیکن خود پر حدوں کے اجرا سے پہلو تہی کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

---

[1] ۔ سورہ شوری آیت ۱۵

اسی طرح ابودردا سلمی ایک صحابی تھے جن پر ایک یہودی کا قرض تھا۔ان کے پاس بدن پر جو کپڑے تھے اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ وہ یہودی کا قرض ادا کرتے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر کی مہم کا ارادہ رکھتے تھے ،ابودرد نے یہودی سے کچھ مہلت طلب کی لیکن وہ نہ مانا اور ان کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا قرض ادا کرو، انہوں نے عذر پیش کیا کہ یا رسول اللہ خیبر سے واپسی کے وقت اگر کچھ حاصل ہوا تو میں اسے دے دوگا، آپؐ نے پھر فرمایا، انہوں نے پھر یہی جواب دیا اور کہا یا رسول اللہ خیبر قریب آرہا ہے شاید وہاں سے واپسی کے دوران کچھ ہاتھ آ جائے تو میں اسے ادا کردوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی حکم دیا کہ فوراًادا کرو آخر اس نے اپنا تہبند اس یہودی کو قرض میں دے دیا اور سر پر جو عمامہ تھا اس کو کھول کر کمر سے لپیٹ لیا۔

اس عدل کے پیکر اور رحمت عالم کی عدالت وانصاف کا یہ اثر تھا کہ یہود جو کہ آپ کی جان ومال کے دشمن تھے۔اپنے معاملات کے حل کے لیے آپ کی خدمت میں پیش ہوتے تھے اور انہیں انہی کی کتاب کے مطابق فیصلہ بتایا جاتا تھا۔ یہ رسول خدا ﷺ کی عدالت تھی جو انہوں نے عرب میں لوگوں کے درمیان قائم کی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے:

> یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل
> لتعرفوا ان اکرمکم عند الله اتقاکم ان الله علیم خبیر[1]
>
> اے انسانوں ہم نے تم کو ایک مرد ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تم میں
> شاخیں اور قبیلے قرار دیے تاکہ آپس میں ایک دوسرے کی پہچان ہوسکے تو تم
> میں سے خدا کے نزدیک محترم وہی ہے جو پرہیزگار ہے اور اللہ ہر شے کا جاننے
> والا اور ہر بات سے باخبر ہے۔

کفار اور دشمنوں کے ساتھ عدل وانصاف

رسول خدا محمد مصطفی ﷺ نے ہمیشہ کفار اور دشمنوں کے ساتھ عدل اور انصاف کا رویہ اختیار کیا۔ جیسے خیبر کے یہودیوں سے جب صلح ہوکر وہاں کی زمین مجاہدین میں تقسیم کردی گئی تو عبداللہ بن

[1]۔ سورہ حجرات آیت ۱۳

سہیل ایک دفعہ کھجوروں کی بٹائی کے لیے گئے۔ محیصہ ان کے چچیرے بھائی بھی ساتھ تھے عبداللہ گلی سے جارہے تھے۔ کسی نے ان کو قتل کر کے لاش ایک گڑھے میں ڈال دی۔ محیصہ نے آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم قسم کھا سکتے ہو کہ یہودیوں نے ان کو قتل کیا ہے بولے میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہود سے حلف لیا جائے بولے یہودیوں کی قسم کا کیا اعتبار، یہ تو جھوٹی قسم ہم کھائیں گے۔ خیبر میں یہود کے سوا اور کوئی آباد نہ تھا یہ یقینی تھا کہ یہودیوں نے ہی عبداللہ بن سہیل کو قتل کیا ہے۔ تاہم چونکہ اس کی عینی شہادت موجود نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے تعرض نہ فرمایا اور خون بہا کے سو اونٹ بیت المال سے دلوا دیے۔

عدل وانصاف کی اہمیت

بہترین معاشرے کے قیام کے لیے عدل وانصاف کی ضرورت ہوتی ہے قرآن وحدیث میں عدل و انصاف کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، عدل وانصاف کی اہمیت کے متعلق رسول خدا کا ارشاد ہے:

عَـدْلُ سٰـاعَةٍ خَـيْرٌ مِـنْ عِبٰـادَةِ سَبْعِيْنَ سَـنَةٍ قِيٰـامُ لَيْلُهٰـا وَ صِيٰـامَ نَهٰارُهٰا[1]

ایک گھڑی کا عدل ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے جن میں رات کو قیام اور دن کو روزہ ہو۔

اس حدیث مبارکہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدل وانصاف کی اہمیت بیان کرتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان اگر ایک گھڑی بھی عدل کرے تو وہ اس کی ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے اور اسے ایسی عبادت سے تشبیہ دی ہے جو رات کو قیام یعنی رات بھر نماز پڑھ رہا ہو اور دن کو روزے رکھتا ہو عدل و انصاف اس عبادت سے بہتر ہے۔

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدل وانصاف کی اہمیت کے متعلق مزید ارشاد فرماتے ہیں:

امام عادل کا اپنی رعایا میں عدل وانصاف کے ساتھ ایک دن عابد کی اپنے اہل میں سو سال یا پچاس سال کی عبادت سے افضل ہے۔[2]

---

[1]۔ جامع السادات/ج۲/ص ۲۲۳

[2]۔ نظام السلام السیاسی/ج۲/ص ۲۲۳

حدیث مبارکہ میں رسول خداﷺ عدل وانصاف کی فضیلت بیان کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر کوئی امام عادل ہو یعنی عدل کرنے والا ہو وہ اپنی عوام کے ساتھ ایک دن بھی عدل وانصاف کرے تو وہ عابد کی سو سال یا پچاس سال کی عبادت سے افضل ہے۔

ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ عدالت افضل ہے یا سخاوت؟

انہوں نے فرمایا:

عدل ہر چیز کو اس کے مقام پر اور جگہ پر رکھ دینا ہے، لیکن سخاوت اسے اس کے راستے سے خارج کر دیتی ہے۔ عدالت ایک عمومی قانون اور فائدہ ہے جبکہ سخاوت ایک خاص جہت اور پہلو سے ہوتی ہے۔ لہٰذا عدل بہتر اور افضل ہے۔[1]

عدل وانصاف کی طرف دعوت

انسانی معاشرے میں صفات الٰہی کی شعاعیں پھیلی ہونی چاہیے۔ اسی لیے جس طرح قرآن عدالت الٰہی کو بنیاد قرار دیتا ہے۔ اسی طرح انسانی معاشرے میں اجتماعی اور ہر فردی عدالت کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ قرآن مجید نے بار بار ظلم کو معاشرے کی تباہی و بربادی کی بنیاد قرار دیا ہے اور ظالموں کے لیے بدترین انجام قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں بارہا جب بھی گزشتہ قوموں کا ذکر کیا ہے تو اس بات کی طرف ہماری رہنمائی کی ہے کہ دیکھو کہ گزشتہ اقوام اپنے عدل وانصاف نہ کرنے کی وجہ سے کس طرح عذاب الٰہی گرفتار ہوئیں ہیں۔ قرآن مجید نے متعدد بار ہمیں عدل وانصاف کی طرف دعوت دی ہے۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ[2]

نہ تم ظلم کروگے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

اس آیہ مبارکہ میں بڑے واضح انداز میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ اگر ہم خود کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کریں گے تو کوئی ہم پر ظلم نہیں کرے گا۔

---

[1]۔ نہج البلاغہ کلمات قصار

[2]۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۹

عدل وانصاف کا قیام انبیاء کے اہداف میں سے ایک ہدف تھا

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ [1]

بتحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا ہے اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کیا ہے تاکہ لوگ عدل قائم کریں۔

آیت شریفہ میں انبیاء اور رسولوں کے اور مبعوث ہونے کی غرض وغایت بیان کی ہے کہ انہیں یعنی نبیوں کو شریعت، آیات، کتابیں اور میزان عطا ہوا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ شریعت، آیات، آسمانی کتابوں اور میزان کے ذریعے وہ لوگوں کو اس قابل بناتیں کہ وہ عدل وانصاف قائم کر سکیں۔

معاشرے میں عدل وانصاف کے نفاذ اور راستے کی رکاوٹیں پیدا کرنے والوں کے مقابلے کے لیے لوہے کو خلق کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے عدل وانصاف نہ کرنے والوں اور دوسروں پر ظلم وزیادتی کرنے والوں کا قلع قمع کیا جاسکے۔ ہر نبی نے اپنے دور میں اپنی قوم میں عدل وانصاف کیا دوسروں کو اس کی تلقین کی اور خود بھی ہمیشہ عادلانہ رویہ اختیار کیا۔ عدالت کا قیام انبیاء کا ہدف تھا۔

عدل وانصاف کی شاخیں

رحمت اللعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

عدل کی کی چار شاخیں ہیں: [2]

۱) گہری فکر

۲) نافع علم

۳) فیصلے کے سرچشمے سے سیرابی

۴) بردباری کا چمن

اس حدیث میں بیان ہوا ہے:

[1] ۔ سورہ حدید آیت نمبر ۲۵

[2] ۔ کنزالعمال حدیث نمبر ۱۳۸۹

جس نے غور کیا وہ تمام علوم کی تفسیر سے آشنا ہوا، جس نے علم کی خوبی کو پلے باندھا وہ فیصلے کے سرچشموں سے آگاہ ہوا، جو بردباری کے چمن میں اترا اس نے اپنے معاملات میں کوئی کمی نہ کی، اور لوگوں میں عیش و آرام کی زندگی بسر کی۔

عدل کا حصول

مولا علی ابن ابی طالب کا ارشاد ہے:

استعن علی العدل بحسن النیةِ فی الرّعیّةُ وقلّه الطمع وکثرة الودع[۱]

رعیت کے بارے میں نیک نیتی کم طمع اور زیادہ پرہیزگاری کے ذریعے عدل کرنے میں مدد حاصل کرو۔

مولا علی علیہ السلام کی اس حدیث مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ عدل و انصاف کس طرح سے کیا جا سکتا ہے مولا علی کا ارشاد ہے کہ عوام یا لوگوں کے بارے میں اچھا سوچنے، طمع نہ کرنے اور زیادہ پرہیزگاری کے ذریعے ہم عدل و انصاف کو قائم کر سکتے ہیں۔

اسی طرح مولا علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

جب رعیت فرمانروا کے حقوق کو پورا کرے اور فرمانروا رعیت کے حقوق سے عہدہ برآ ہو تو دین کی راہیں استوار اور عدل و انصاف قائم ہو جائے گا۔

اس حدیث میں عدل و انصاف قائم کرنے کے طریقے کے ساتھ ساتھ اس کے اثرات و فوائد کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ عدل و انصاف اگر ایک معاشرے میں قائم کیا جائے تو کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ اس حدیث میں مولا علی علیہ السلام واضح انداز میں بتا رہے ہیں کہ جب لوگوں کو ان کے حقوق مل جائیں گے۔ ہر چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھ دیا جائے گا تو دین کی راہیں استوار ہو جائیں گی۔ رسول خدا کی سنت کے مطابق زندگی گزاریں گے زمانے میں ترقی و کامیابی ہوگی دشمنوں کے حربے چالیں ناکام ہو جائیں گی۔

[۱] غرر الحکم / میزان الحکمت جلد/۶

عدل وانصاف نہ کرنے والوں کی سزا:

رسول خدا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

> سب سے پہلے جو شخص جہنم میں جائے گا وہ ایسا حکمران ہو گا جو غلبہ کے باوجود عدل وانصاف نہیں کرتا وہ مالدار ہو گا جو مال کا حق ادا نہیں کرتا۔[1]

اس حدیث مبارکہ میں رسول خدا نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے وہ مالدار جہنم میں جائے گا جو عدل و انصاف کو قائم رکھنے کی قدرت رکھتا ہے لیکن قائم نہیں کرتا ظلم کرتا ہے اپنے مال کا حق ادا نہیں کرتا ہو گا اور جو غرور کرتا ہو گا وہ دولت نام وشہرت تو رکھتا ہو گا لیکن وہ حقیقت میں فقیر ہو گا۔

نبی کریم ﷺ نے ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے:

> جہنم میں سب سے پہلے داخل ہونے والا وہ حاکم ہو گا جو عدل وانصاف سے کام نہ لے۔[2]

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رحلت سے پہلے خطبہ دیا، جس کے بعد آپ حق تعالیٰ سے جاملے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں! ظالم سرکش حکمران جو اپنی رعیت کی نہ تو اصلاح کرتا ہے اور نہ ان میں امر الٰہی کا اجراء کرتا ہے۔ اس کی کیا سزا ہے؟[3]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

> جن چار لوگوں کو بروز قیامت سخت سزا دی جائے گی ان میں سے چوتھا وہی ہو گا۔[4]

۱: ابلیس ۲: فرعون ۳: بے گناہ انسان کا قاتل ۴: ظالم حکمران

اسی طرح رسول خدا ﷺ عدل وانصاف نہ کرنے والوں کی سزا کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

جو شخص دس افراد کا فرمانروا بنتا ہے اور ان میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیتا ہے وہ قیامت کے روز ایسی حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے ہاتھ پاؤں اور سر کلہاڑی کے سوراخ میں ہونگے۔[1]

---

[1] ۔ بحار الانوار / جلد ۷۶ / ص ۳۴۰

[2] ۔ بحار الانوار / جلد ۷۶ / ص ۳۴۵

[3] ۔ بحار الانوار / جلد ۷۵ / ص ۳۶

[4] ۔ میزان الحکمت / جلد ۲ / ص ۱۳۲

یعنی عدل وانصاف نہ کرنے والا روز قیامت بدترین حالت میں پیش کیا جائے گا۔

اسلام کی نظر میں قانون سب کے لیے

مدینہ میں کسی مسلمان کے گھر چوری ہوگئی۔چوری کے الزام میں دو افراد ایک مسلمان اور ایک یہودی کو گرفتار کیا گیااور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ مسلمانوں کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر ثابت ہو جائے کہ مسلمان نے چوری کی ہے تو مدینہ کے یہودیوں میں ہماری عزت خاک میں مل جائے گی۔ لہٰذا وہ ملکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اب تک یہودیوں نے ہم پر کتنے مظالم ڈھائے ہیں اگر اس مسئلے میں ان پر ظلم ہو گیا تو ان مظالم کے مقابلے میں یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

عدالت اور قضاوت کا مسئلہ گزشتہ تلخیوں سے جدا ہے۔

آخر کار دونوں کے بارے میں تحقیقات ہوئیں مسلمان کا جرم ثابت ہوا۔ مسلمانوں کی خواہش کے برخلاف یہودی کو بری کر دیا گیا۔

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں عدل وانصاف مسلمانوں کے لیے خاص نہ تھا اور نہ اب ہے۔ بلکہ سب کے لیے عدل وانصاف ہے۔ اسلام کی نظر میں سب برابر ہیں چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر ہو، ہندو ہو یا مسلم اور اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ حق وسچ کا ساتھ دیا۔ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سلم صرف مسلمانوں کے لیے رحمت للعالمین نہیں، بلکہ تمام عالم انسانیت کے لیے رحمت ہیں اور ان کی رحمت صرف مسلمانوں کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ سب کے لیے یہ رحمت ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کے اس رویے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر غیر مسلم فتنہ پرور نہ ہوں اور باطل عقیدے، نظریات لوگوں میں رائج کرنے میں کوئی کردار ادا نہ کریں تو اسلام ان کے لیے پیغام امن ہے۔ لیکن اگر وہ فتنے سے باز نہیں آئیں تو پھر مسلمانوں کو ان سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔ فتنے اور لڑائی سے باز آنے کی صورت میں ان سے کوئی زیادتی نہ ہوگی۔

[1] ۔ بحار الانوار / جلد ۷۸ / ص ۳۴۵

ارشادرب العزت ہے:

فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ[1]

اگروہ تم سے لڑیں تو تم بھی ان سے لڑائی کرو کافروں کی ایسی ہی سزا ہے۔

قرآنی تفسیر کی رو سے عدل وانصاف:

عدل کا انفرادی واجتماعی حکم مختلف آیات میں آیا ہے۔ مومنین کا یہ فریضہ ہے کہ وہ عدل وانصاف کے سچے داعی بن جائیں۔ مومن کا فریضہ صرف یہ نہیں کہ خود عدل وانصاف قائم کرے اور معاشرے میں ظلم و زیادتیوں سے لاتعلق ہو جائے۔ بلکہ مومن کی زمہ داری ہے کہ سماج میں بھی عدل وانصاف قائم کرنے کی کوشش کرے۔ عدل ایک جامع نظام ہے۔ عدل اجتماعی کی اہمیت کے بارے میں منقول ہے کہ حکمرانوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ملک میں عدل وانصاف کا استحکام ہے۔ سورہ نساء کی آیت نمبر ۱۳۵ میں حکم ہوا ہے کہ عدل وانصاف کا نظام قائم کرو۔ سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۸ میں ارشاد ہوا ہے:

اے ایمان والو! اللہ کے لیے بھرپور قیام کرنے والے اور انصاف کے ساتھ
گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی بے انصافی کا سبب نہ بنے۔[2]

یہ آیت مبارکہ بھی اس بات کو واضح کر رہی ہے کہ اسلام عدل وانصاف کو بنیادی انسانی حقوق میں قرار دیتا ہے۔اس میں مذہب، نسل وغیرہ کا کوئی دخل نہیں۔آیت مجیدہ میں مسلمانوں کو یہ حکم ہوا ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی عدل وانصاف کے ساتھ پیش آؤ کیونکہ (جہاں وہ دشمن ہیں وہاں وہ انسان بھی تو ہیں۔) بلکہ پہلے انسان بعد میں دشمن ہیں۔قرآن میں متعدد بار عدالت کا حکم دیا ہے۔

دورحاضر میں عدل وانصاف:

دورحاضر میں عدل وانصاف آہستہ آہستہ مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ برتری کا معیار مال ودولت اور شہرت کو بنایا جا چکا ہے۔ دورحاضر میں برائیوں کی روک تھام کے نفاذ کی ضرورت ہے۔جو ہم سیرت النبی ﷺ پر چل کے حاصل کر سکتے ہیں۔ مولا علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] ۔سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۱

[2] ۔سورہ نساء آیت نمبر ۱۳۵

اللہ تعالیٰ نے عدل کو لوگوں کو قائم رکھنے، ظلم اور گناہوں سے پاک کرنے اور اسلام کو سربلند رکھنے کے لیے خلق فرمایا ہے۔[1]

اس میں مولا علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ عدل کے ذریعے ظلم سے بچا جا سکتا ہے اور گناہوں سے پاک رہا جا سکتا ہے۔ جس سے اسلام کو سربلندی حاصل ہو گی۔

عدل وانصاف اور ایمان:

عدل وانصاف ایمان کا ایک حصہ ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ[2]

جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے ملوث نہیں کیا یہی لوگ امن میں ہیں اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔

اس آیہ شریفہ میں ایمان لانے والوں کی صفات بیان ہو رہی ہیں کہ جنہوں نے ایمان کو قبول کیا ہے وہ اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہی کرتے اور بتایا گیا ہے انہیں لوگوں کے لیے امن ہے اور یہ لوگ ہی ہدایت یافتہ ہیں۔

حدیث شریف ہے، امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

العدل زينة الايمان

عدل ایمان کی زینت ہے۔[3]

یعنی ہم عدل وانصاف کے ذریعے اپنے ایمان کو زینت دے سکتے ہیں۔

ایک اور جگہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

عدل ایمان کی بنیاد، تمام نیکیوں کا مجموعہ اور ایمان کا بلند ترین درجہ ہے۔[4]

---

[1]۔ میزان الحکمت جلد ۶

[2]۔: میزان الحکمت جلد ۶

[3]۔: میزان الحکمت جلد ۶

[4]۔: میزان الحکمت جلد ۶

عدل وانصاف کا نتیجہ :

ایک بہترین معاشرے کے قیام اور اس کو ترقی کی راہوں پر گامزن کرنے کے لیے عدل وانصاف بنیادی کردار ادا کرتا ہے اگر ہم ہر چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھیں گے ہر انسان کو اس کا حق دیں گے تو معاشرے میں بہتری پیدا ہو گی۔ اگر ہم غور وفکر کریں تو یہ دنیا بھی حقیقت میں اللہ تعالی کے عادلانہ نظام کے تحت چل رہی ہے۔

امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زمین عدل وانصاف کے قیام اور حدود الٰہی کے نفاذ سے زندہ ہوتی ہے۔[1]

عدل وانصاف کے نفاذ کا نتیجہ یہ ہوگا کے ہر انسان کو اس کا حق ملے گا جس کی وجہ سے ایک معاشرہ کامیاب ہوتا ہے انسانی معاشرے کے تمام شعبوں میں عدالت کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ اس عظیم کائنات کا نظام عدالت سے ہے اور انسانی معاشرہ بھی عدالت کے بغیر کبھی استحکام اور دوام نہیں پاسکتا۔

منابع وماخذ

۱. میزان الحکمت, آیت اللہ محمدری شہری۔ اکیڈمی آف قرانک اسٹڈیز اینڈ اسلامک ریسرچ، لاہور

۲. اُسوہ رسول، سید اولاد حیدر فوق بلگرامی، شمسی مشین پریس، آگرہ، 1342 ہجری۔ 1923 عیسوی۔

۳. تاریخ اسلام، شبلی نعمانی، دار الاشاعت، کراچی

۴. بحار الانوار، مجلسی، محفوظ بک ایجنسی، کراچی

۵. نہج البلاغہ، مفتی جعفر حسین، امامیہ پبلیکیشنز، لاہور

۶. اُصول عقائد، آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، جامعہ اہلبیت، اسلام آباد

۷. غرر الحکم ودرر الکلم، مکتب الاعلام الاسلامی، قم

[1]: میزان الحکمت جلد ۶